جدیدیت : تجدید، تجدد، مغرب اور اسلام

پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد

یورپ میں جس نشاۃ ثانیہ (Renaisance) اور تشکیل جدید (Refor-mation) کی تحریک کا آغاز چودہویں اور پندرہویں صدی میلادی میں اٹلی سے ہوا، بہت جلد اس کے اثرات یورپ کے دیگر ممالک میں پھیل گئے اور جس طرح اطالیہ (Italy) میں یونان کے علوم قدیمہ کی حیات ثانی (Rebirth) کی تحریک چلی ایسے ہی فرانس، جرمنی وغیرہ میں کلاسیکی ادب، فن تعمیر، موسیقی اور علوم کے احیا کی تحریک، احترام آدمیت (Humanism) کی معصوم اصطلاح کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ اسی رد عمل کی بازگشت جرمن عیسائی مفکر مارٹن لوتھر کے معاصر Erasmus کی تحریرات میں رونما ہوئی۔ اور بہت جلد تقلید پسند عیسائیت کی گرفت معاشرہ کے ذی شعور اور صاحب فکر افراد پر ڈھیلی پڑنی شروع ہو گئی۔ ارسطو افلاطون اور دیگر فلاسفہ اور متکلمین کی فکر کلیسائے روم کے مقابلہ میں زبان زد عام ہونے لگی۔ یونانی فکر کی یہ حیات ثانی زندگی کے ہر شعبہ پر اثر انداز ہوئی اور نتیجتاً جدید یورپی انسان نے اپنے تصور، اخلاق، معاشرت، معیشت و قانون، ہر شعبہ حیات سے مقلدانہ عیسائیت کو خارج کر کے ایک لادینی طرز فکر کو اختیار کرنا شروع کیا۔

سولہویں صدی میں مسلم دنیا سے ارتباط و تبادلہ فکر کے نتیجہ میں یورپ میں ایک علمی و فکری انقلاب کا آغاز ہو ہی چکا تھا۔ تجرباتی علوم اور علوم عقلیہ کی ترقی پذیری کے ساتھ جامد مذہبیت زوال کی طرف جانی شروع ہوئی۔ اس عرصہ میں طبیعاتی، حیاتیاتی اور کیمیاوی علوم میں دریافتوں نے مذہب کے مقابلہ میں ایک لادینی رجحان کو بڑھانے میں جلتی پر تیل کا کام کیا اور بہت جلد وہ کلیسا جو کل تک ہر معاملہ میں حرف آخر تھا اپنی چار دیواری میں بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ کارزار حیات سے اس کا اثر سرعت کے ساتھ کم ہونا شروع ہو گیا۔ اور انسانیت پرستی (Hu-manism) کے نام پر مذہب سے عاری ایک لادینی طرز فکر میدان حیات میں فتح مندی کے جذبہ کے ساتھ آگے بڑھنا شروع ہوا۔ اسی دور میں یورپ کی عسکری اور سیاسی قوت میں اضافہ اور اس کی مقابل قوتوں کے اضمحلال، سیاسی طوائف الملوکی، اخلاقی زوال اور معاشی طور پر دوسروں پر انحصار کے نتیجہ میں لادینیت پرست یورپی نوآبادیاتی قوتوں کو دنیا کے ایک وسیع

وعریض خطہ پر خصوصاً مسلم ممالک پر اپنا تسلط قائم کرنے کا موقع ملا۔

اپنی زبوں حالی اور یورپی سامراج کی چمک دمک سے متاثر ہو کر بہت سے مسلم اہل علم نے یہ عاجلانہ نتیجہ اخذ کیا کہ ترقی اور لادینیت میں ایک منطقی ربط ہے۔ چنانچہ جس طرح مغرب نے بظاہر یونانی فکر کی حیات ثانی کے ذریعہ مقام ترقی حاصل کیا تھا ان مفکرین نے بھی دین اسلام کو عیسائی تقلید پسند مذہبیت کے مساوی قرار دیتے ہوئے فکر کی جدید حد بندی تجویز کی جس میں مذہب کو ذاتی اور شخصی معاملات تک محدود کرتے ہوئے اور بقیہ کاروبار حیات کو دنیاوی عمل قرار دیتے ہوئے انسانی عقل کو اپنے لیے خود ضابطہ تجویز کرنے کا حق دیا گیا۔ گویا سیاست، معیشت، تعلیم، قانون اور معاشرت کو دنیاوی سرگرمی قرار دیتے ہوئے ''روحانی'' اور ''مذہبی'' پابندیوں سے آزاد سمجھ لیا گیا اور یہ اصول تسلیم کر لیا کہ دنیاوی معاملات میں دنیا والوں کے انداز اختیار کیے جائیں اور نکاح، طلاق اور وراثت جیسے ذاتی معاملات میں جہاں تک ہو سکے مذہبی ضابطوں پر عمل کیا جائے گا۔

مغرب نے مذہب سے اپنی آزادی کی تحریک کو جدیدیت کا نام دیا اور بظاہر تجدید و تجدد میں کوئی بنیادی فرق نہ کرتے ہوئے تجدد کے زیر عنوان عیسائیت کے تصور خدا پر ہاتھ صاف کرتے ہوئے الوہیت کے دائرہ کار کو کلیسا میں محدود کرنے کے بعد نہ صرف ادب، فلسفہ، اور فنون میں مشرکانہ اور اصنام پرست یونانی طرز فکر کو رائج کیا بلکہ عملاً عیسائیت کے بطور ایک مذہب بساط لپیٹنے کا باضابطہ اعلان کر دیا۔ دور جدید کی اس نئی بساط کے لیے کچھ نئے قواعد و ضوابط کا تعین بطور ایک متبادل نظام کے بھی کر دیا گیا۔

اب ایک نئی دنیا، اور نئے دور کے وجود میں آنے کے ساتھ اخلاق، قانون، معاشرت، معیشت و سیاست میں انسان کی اپنی رائے، اس کا اپنا فیصلہ، اس کی اپنی عقل حرف آخر قرار پائی۔ اور نظام کلیسا کی پاپائیت (برہمنیت) کی مرکزی قیادت کے اختیار کے ساتھ عیسائیت کے الوہی نظام کو بھی معلق و معطل بلکہ برخواست کر دیا گیا۔ نئے بازیگروں نے اس نئے دور میں، سائنسی ترقی، عقل پرستی، انفرادیت پرستی اور مادہ کی بالادستی جزو ایمان قرار دیتے ہوئے کلیسا کی حکومت (Theocracy) کی جگہ لادینی جمہوریت (Secular democracy) کو دور جدید کے مثالی نظام کے طور پر پیش کیا اور اب ترقی اور عقلی رویہ کو صرف اور صرف لادینی جمہوریت کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا۔ اور ایک نئی معاشی دنیا کی تعمیر کی بنیاد رکھی گئی۔

مسلمان دانشوروں کے ایک طبقہ نے اپنی فکری اور ثقافتی پسماندگی و زبوں حالی کے پیش

نظر اس چڑھتے ہوئے مغربی سورج کے سامنے اپنے فکری احساس کمتری کی بنا پر، خود آگے بڑھ کر نیک خواہش اور تمنا کے ساتھ فکری غلامی کے مغربی کنگن اپنے ہاتھوں میں پہن کر اپنی شخصیت کی تکمیل کرنی چاہی۔ جبکہ ایک دوسرے طبقہ نے تحفظ ذات کے لیے لادینیت کے اس سیاہ بادل اور اس کی گرج چمک سے بچنے کے لیے آنکھیں بند کر کے خود کو ماحول و معاشرہ سے غیر متعلق کرنے اور ماضی کی روایات کو سینے سے لگانے اور دانتوں سے پکڑ لینے کو اپنا کمال سمجھا۔

اسلامی تہذیب و تمدن کا یہ ایک قابل غور پہلو ہے کہ جب بھی وہ فکری، اخلاقی، سیاسی اور معاشی زوال کا شکار ہوئی ہے خود اس کے اندر ایک ایسی تحریک ابھری ہے جو اسلام کی عظمت رفتہ کو واپس لانے کا سبب بن سکے۔ دور جدید میں مغرب کے لادینی تسلط و تصورات نے اسلامی تہذیب کی صلاحیت کو پھر موقع فراہم کیا۔ ہمیں یہ کہنے میں قطعاً کوئی تردد نہیں کہ اسلامی احیا کی کیفیت کے پیش نظر بیسویں صدی کے لیے اگر کوئی نمائندہ عنوان تجویز کیا جا سکتا ہے تو وہ صرف تحریکات احیائے اسلام کی صدی ہے۔

یہ احیائے اسلام جہاں امت مسلمہ کے لیے خود اعتمادی کے حصول اور احساس کمتری سے نجات کا سبب بنا، وہیں مغربی مفکرین کے لیے یہ احیائی تحریکات فکری تشویش بلکہ گہرے فکری مغالطہ کا سبب بن گئیں اور مغربی تجزیہ نگاروں کو مسلسل یہ فکر لاحق رہنے لگی کہ تجدید و احیاے دین کی اصلاحی تحریکات اگر کامیاب ہو گئیں تو ان کی نئی دنیا کی شکل کیا ہو گی؟ کیا جدید اسلام قرآن و سنت کے ساتھ وہی طرز عمل اختیار کرلے گا جو یورپ نے عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید کے ساتھ اختیار کیا؟ کیا احیائے دین کے نتیجہ میں فقہا اور علماء زمام کار سنبھال کر تمام سائنسی تحقیقات کو بیک قلم معطل کر دیں گے اور اندھی تقلید کا دور شروع ہو جائے گا؟ کیا اسلام کی دوبارہ میدان عمل میں آمد مذہبی جنگوں کا پیش خیمہ ثابت ہو گی؟ کیا آزادی فکر اور حریت عمل کو باقی رکھا جائے گا؟ جدیدیت اور تجدید کے زیر اثر اسلام کی کون سی تعبیر پر عمل کیا جائے گا، وہ اسلام جو خانقاہوں اور مدارس دینیہ میں پایا جاتا ہے یا وہ جو مغربی تعلیم زدہ دانشور پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے کون سا اسلام مطلوبہ اسلامی ریاست میں نافذ کیا جائے گا؟ خواتین اور غیر مسلموں کے ساتھ کیا رویہ اختیار کیا جائے گا؟ کیا انہیں انسان تسلیم کیا جائے گا؟ کیا دینی حکومت کے نام پر خواتین پر لازمی حجاب اور مردوں پر لازمی ڈاڑھی کی پابندی ہو گی؟ کیا ٹی وی پر صرف درس قرآن، درس حدیث، نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور چند دنوں کے لیے مرثیے بھی پڑھے جائیں گے اور فنون لطیفہ کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا جائے گا؟